دفاعِ حدیث

حافظ محمد سمیع اللہ فراز☆

ذخیرۂ حدیث کی ازسرنو تدوین وتعبیرنو؟

حکومتِ ترکی کا 'اصلاحِ حدیث' کے نام پر ایک اور سیکولر اقدام

انسانی ذہن پر مادیت کے پردے جس قدر دبیز ہوتے جارہے ہیں، مذہب کے حوالہ سے طرح طرح کے فتنے ظہور میں آرہے ہیں۔ زیغ وضلال، زندقہ والحاد، گمراہی اور بے دینی کے داعی جدید سائنسی اُسلوب اور منطقیت کو بنیاد بناکر مذہبی روایات اور شرعی احکام پر تیشۂ تنقید تیز کرتے اور نشرواشاعت کے جدید طرق سے اپنے مزعومہ ومذمومہ افکار کے زہریلے اثرات مسلم اُمہ میں پھیلا رہے ہیں۔ کم علمی کے باعث جو فرد اِن کے پھندہ میں پھنس جاتا ہے وہ کافر یا اُن کا مؤید بن کر کفر کا داعی بن جاتا ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: دعاة إلى أبواب جهنم مَن أجابهم إليها قذفوه إليها[1]

> ''دوزخ کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو شخص ان کی دعوت کو قبول کرے گا، اُسے دوزخ میں پہنچا کر چھوڑیں گے۔''

انہی فتنوں میں سے ایک عظیم فتنہ 'فتنۂ انکارِ حدیث' ہے جو فکری لحاظ سے اسی قدر قدیم ہے جس قدر روایتِ حدیث۔ تاہم دورِ جدید میں یہ فتنہ جدید اُسلوب اختیار کرچکا ہے اور سائنسی، کلامی اور منطقی بنیادوں کو استعمال کرتے ہوئے ذخیرۂ حدیث کو مشکوک، نامکمل اور تہذیب حاضر کا مخالف قرار دینے کی تگ ودَو میں مصروف ہے۔ حدیث کے دورِ تدوین سے لے کر گذشتہ صدی کے اَواخر تک 'انکارِ حدیث' اس فتنہ کا یک نکاتی فکری محور تھا، لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ اُمت کے اس اِجماعی سرمایہ کا ضیاع محض انکار سے ممکن نہیں تو اُنہوں نے اس کو جدید قالب میں ڈھالتے ہوئے 'اصلاحِ حدیث' کے نام سے سرگرمی شروع کردی ہے۔ جس کا

☆ 'ریسرچ کونسل فار اسلامک سائنسز' مرکزی جامع مسجد فیز ۱۱، ڈیفنس، لاہور

① صحیح بخاری:۳۶۰۶

ماحصل یہ ہے کہ قدیم علم الکلام اوراسلام کاروایتی فلسفہ اسلام کی تعبیر میں ناکام ہوچکا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے جدید کلامی بنیادیں استوار کرنا اور حدیث کی از سرنو تدوین وتشریح کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کا حالیہ ثبوت ریاست ترکی کی انقرہ یونیورسٹی میں جاری 'حدیث پروجیکٹ' ہے جو اپنے منہج، عزائم، پس منظر اور منفی اثرات کے لحاظ سے نہ صرف قابل غور ہے بلکہ فکری وکلامی بنیادوں پر اس منصوبہ اور تحریک کا ردّ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اسلامی دنیا خصوصاً پاکستان میں اس منصوبہ کی آگاہی مہم اس لیے بھی ضروری ہے کہ ترکی اور پاکستان کے معروضی وفکری حالات ایک دوسرے سے کچھ مختلف نظر نہیں آتے، کیونکہ ہمارا برسراقتدار طبقہ بالخصوص اور روشن خیال طبقہ بالعموم سیکولرازم کا بری طرح سے شکار ہوکر ترکی کی مذہبی پالیسیوں کا اپنے ہاں نفاذ کا خواہاں ہے۔

اگرچہ ترکی میں اس منصوبہ کا آغاز سال ۲۰۰۶ء سے ہوچکا تھا، لیکن اس منصوبہ کو مخفی رکھنے کی کوشش کے باوجود ۲۶ رفروری ۲۰۰۸ء میں پہلی بار اس کا انکشاف بی بی سی کے مذہبی اُمور کے نمائندہ رابرٹ پیگاٹ (Robert Pigott) کی رپورٹ کے ذریعہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، اس منصوبہ کی تردید اور آگاہی مہم کے لئے یہ صفحات پیش کیے جارہے ہیں تاکہ اہل فکر ودانش اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے حفاظتِ حدیث کی ذمہ داری پوری کرسکیں۔

اس مقالہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: مبحثِ اوّل میں 'فتنہ انکارِ حدیث' سے فتنہ 'اصلاحِ حدیث' تک کا تاریخی پس منظر اور اس کے دفاع میں قدیم وجدید مساعی کا تذکرہ جبکہ مبحث دوم میں 'حدیث پروجیکٹ: پس منظر، تعارف، عزائم اور ممکنہ اثرات' کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ علمائے حدیث اس چشم کشا منصوبہ سے نہ صرف آگاہی حاصل کریں گے بلکہ فکری طور پر اس کے ردّ کے لئے ممکنہ کردار بھی ادا کریں گے۔

مبحثِ اوّل: فتنہ 'انکارِ حدیث' سے فتنہ 'اصلاحِ حدیث' تک

حدیث کی متداول دینی تعریف کے مطابق نبیؐ کے قول فعل اور تقریر کو 'حدیث' کا نام دیا جاتا ہے۔ تمام اُمت کا اجماع ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی سنت مسلمانوں کی ہدایت کا اہم ذریعہ، شریعت کا دوسرا بڑا ماخذ اور زندگی کے جملہ اُمور میں قرآنِ مجید کے ساتھ مل کر ایک مکمل

راہنمائی ہے۔ ارشاداتِ نبویہ کی تحریری حفاظت پر خود آنحضرت ﷺ نے لوگوں کی ہمت افزائی فرمائی اور اہل عرب جو برسوں سے اپنے کام کتابت کی بجائے حفظ، روایت اور زبانی کلام سے چلانے کے عادی تھی، ان میں تحریر کا شوق اُجاگر کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی وہ تنبیہات بھی پیش نظر رہنی چاہئیں جو آپ نے روایتِ حدیث کے سلسلہ میں ارشاد فرمائی ہیں:

''......آپ نے صاف طور پر فرما دیا کہ جھوٹی روایت کرنے والا قطعی جہنمی ہوگا۔ یہ اس عہد کی بات ہے جب تعلیم وتربیت سے لوگ جنت ودوزخ کو ایک حقیقت مانتے اور آخرت کے عذاب کو سب سے بڑی مصیبت گردانتے تھے۔ آج کا ذہن اپنی بے باکی کے باعث شاید اسے اتنی اہمیت نہ دے، لیکن اس وقت کسی مسلمان کو دوزخ کی وعید سنانا اور اس دور کے انسان کے لئے اس سے بچنا ایک غیر معمولی تصور ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریمؐ نے حکمتِ پیغمبرانہ کے تحت حدیث کی نشرواشاعت کی تلقین [فرماتے ہوئے] اور اس میں جھوٹ کی آمیزش سے احتراز کی سخت تاکید فرمائی۔''②

آپ ﷺ کی طرف غلط الفاظ یا ان کی تعبیر منسوب کرنے سے متعلق ارشاد فرمایا:

«مَن كذب عليّ متعمّدًا فليتبوّأ مَقعده من النار» ③

''جو شخص قصداً جھوٹی بات میری طرف منسوب کرے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔''

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کتابتِ حدیث کی اجازت نہ صرف آقا علیہ السلام نے خود مرحمت فرمائی بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کی کتابت وتدوین کے ضمن میں تنبیہات بھی ارشاد فرمادیں تاکہ ذخیرۂ حدیث کے ساتھ من گھڑت احادیث شامل نہ ہونے پائیں۔ منکرین حدیث اور دورِ حاضر کے نام نہاد 'مصلحینِ حدیث' کا یہ اعتراض کہ احادیث عہدِ نبویؐ کے تین سو سال بعد لکھی گئیں، تاریخ سے عدمِ واقفیت کی بدترین مثال ہے۔ اب ظاہر ہے کہ خود کو اہل قرآن کہنے والے جب قرآن میں کتابتِ حدیث یا عہد صحابہ وبعدہ کی سرگرمیاں ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے تو قرآن کی کسی آیت میں اس کا ذکر تو نہیں ملے گا اور نتیجتاً وہ اس کا انکار کردیں گے۔ لیکن تاریخ سے واقف ہر شخص یہ جانتا ہے کہ کتابتِ حدیث

---

② حفاظتِ حدیث از ڈاکٹر خالد علوی ص ۱۲۰، ۱۲۱

③ صحیح بخاری: ۱۱۰

تین سو سال بعد نہیں بلکہ عہدِ نبوی میں ہی آپ ﷺ کے روبرو ہوتی رہی:

عن أبي هريرة قال: ما من أصحاب النبي ﷺ أحد أكثر حديثًا مني إلا ما كان من عبد الله بن عمرو، فإنه كان يكتب ولا أكتب ④

''نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں مجھ سے زیادہ احادیث کا روایت کرنے والا کوئی نہیں ہے، سوائے عبداللہ بن عمرو کے...... کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔''

حضرت عبداللہؓ بن عمرو کا احادیثِ شریفہ کو لکھنا حضورِ اَقدس ﷺ کے ارشاد سے تھا۔ مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ قریش نے حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے کہا کہ تم حضورِ اقدس ﷺ کی باتیں لکھتے ہو حالانکہ آپ بشر ہیں، غصے ہوجاتے ہیں جیسے اور لوگ غصہ میں ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی یہ بات سن کر حضرت عبداللہؓ بن عمرو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور قریش کی بات نقل کی، آپؐ نے اپنے دونوں لبوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

«والذي نفسي بيده ما يخرج مما بينهما إلا حق فاكتب» ⑤

''قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ان دونوں ہونٹوں سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا، لہٰذا تم لکھا کرو۔''

حضرت انسؓ بھی احادیث لکھا کرتے تھے اور حضورِ اقدس ﷺ کے بعد اپنے شاگردوں کو نقل کرنے کے لئے اپنی بیاضیں دے دیا کرتے تھے۔ ⑥

صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد تابعینؒ نے احادیث کی کتابی وصدری حفاظت کا غیر معمولی اہتمام کیا۔ احادیث کی جمع وترتیب، تدوین وتبویب اور تنقیح وتہذیب کا عظیم الشان کام اکابر علماے اُمت کے ذریعہ انجام پایا۔ روایاتِ ابو ہریرہؓ کا مجموعہ، صحیفۂ ہمام بن منبہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص کی لکھی ہوئی حدیثیں جو باجازتِ نبوی تحریر کی گئیں، مکتوباتِ نبویہؐ، احکامِ زکوٰۃ سے متعلق حضرت علیؓ کے لئے لکھی گئی تحریر، الوثائق السیاسیۃ کے نام سے ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کا مرتب کردہ مجموعہ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا تدوینِ حدیث کی طرف متوجہ ہونا، امام ابن شہاب زہریؒ کے ذریعہ ذخیرۂ حدیث کے جمع کا ابتدائی اِقدام، مکہ میں ابن جریجؒ، مدینہ میں

---

④ صحیح بخاری:۱۱۳

⑤ مستدرک حاکم:۱/۱۰۴ ⑥ مستدرک حاکم:۳/۵۷۳

امام مالکؒ، بصرہ میں ربیع بن صبیحؒ اور دیگر متقدمین اہل علم کا کتابی صورت میں احادیث کو مرتب فرمانا؛ یہ سب وہ کوششیں ہیں جن کے ذریعہ احادیث کا مجموعہ محفوظ رہا۔

انسانی احتیاج کے پیش نظر مسموع کو مرقوم کردیا جاتا ہے، لیکن بذاتِ خود مسموع کو یہ احتیاج لاحق نہیں ہوتی۔ اسی طرح ارشاداتِ نبویہ کی کتابت ایک انسانی حاجت وضرورت تھی نہ کہ خود علمِ حدیث کی۔ اس اُصول کو نہ سمجھنے کی بنا پر علم حدیث کی ترتیب وتدوین پر شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ ذخیرۂ حدیث کی تدوین کے دوران تمام تر احتیاط اور نبوی تنبیہات کے باوجود بعض دشمنانِ اسلام نے من گھڑت احادیث شامل کرنا چاہیں تاہم متقدمین محدثین نے من گھڑت روایات کو 'موضوعات' کے عنوان سے مرتب کرکے دودھ اور پانی کا فرق واضح کردیا۔ تدوینِ حدیث کے ضمن میں محدثین کرام کے مسلمہ اُصول ہی اس بات کے ثبوت کے لیے کافی ہیں کہ وضعِ حدیث کا فتنہ نہ صرف اسی وقت دم توڑ گیا تھا بلکہ قیامت تک اس کا دروازہ بھی بند کردیا گیا۔

ان تمام تر مساعی کے باوجود، بعض ملحدانہ سوچ کے مالک افراد حدیث کی حجیت کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوئے اور اس کی روایت ودرایت پر اپنے ہی قائم کردہ مفروضوں کی بنیاد پر شکوک وشبہات کا بازار گرم کیے رکھا۔ حدیث کی حجیت سے انکار کی یہ فکر 'فتنۂ انکارِ حدیث' کہلاتی ہے۔ یہ فتنہ اگرچہ دورِ تدوین کے دوران کی پیداوار ہے تاہم اس کے بارے میں آنحضور ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے پیشین گوئی کردی تھی:

> ''حضرت مقدامؓ بن معدیکرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایسا ہوگا کہ ایک شخص اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا، اس سے میری حدیث بیان کی جائے گی تو کہے گا کہ ہمارے تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں جو ہم حلال پائیں گے اسے حلال مانیں گے اور اس میں جو حرام بتایا گیا ہے، اسے ہم حرام سمجھیں گے۔ (یہ فرما کر آنحضرت ﷺ نے اس بات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ) خبردار! جس چیز کو اللہ کے رسول نے حرام فرمایا ہے، وہ اِنہی چیزوں کی طرح حرام ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے''۔ [۷]

زبانِ نبویؐ سے اس فتنہ کی پیشین گوئی ہوجانے کے بعد اس کا ظہور یقینی تھا۔ اسی کے پیش

[۷] سنن ابن ماجہ:۱۲

نظر خود آنحضرت ﷺ، عہد صحابہ اور بعدازاں عہد تابعین وتبع تابعین میں بھی حدیث کی تہذیب وتحفیظ کا سلسلہ جاری رہا تاکہ کوئی خارجی قول، حدیثِ نبوی کی حیثیت اختیار نہ کرسکے۔ لیکن ہٹ دھرم، ضدی اور قبولِ حق کی صلاحیت سے محروم شخص کے لئے، حق اپنی تمام تر حقانیت ووضاحت کے باوجود مشکوک ہی رہتا ہے۔ چنانچہ منکرینِ حدیث نے حدیث کو اس کی تمام ترجحیت، مربوط نظامِ تدوین، ثبوت کے عقلی ونقلی دلائل کے باوجود درخورِ اعتنا نہیں سمجھا اور اپنے لیے 'اہل قرآن' کا خوش نما لیبل منتخب کرکے عوام الناس کو مزید دھوکے میں مبتلا کردیا۔ قرآن مجید سے ان لوگوں کا تعلق کس قدر اور انکارِ حدیث کا مقصد کیا ہے؟

◉ اس کے بارے میں مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رقم طراز ہیں:

''[منکرین حدیث] سب کے سب قرآن کے جھٹلانے والے اور قرآن کے خود تراشیدہ معانی ومفاہیم کے خواہاں ہیں...... حدیث کا انکار درحقیقت آزادیٔ نفس کے لیے ہے اور انکارِ حدیث کی لپیٹ میں انکارِ قرآن بھی مضمر ہے۔ یہ لوگ عجمی سازش کا شکار ہیں۔''[8]

◉ جہاں تک اس تحریک کی علیت کا سوال ہے تو مولانا یوسف لدھیانوی کی یہ رائے بہت صائب ہے کہ

''انکارِ حدیث کوئی علمی تحریک نہیں، یہ جہالت کا پلندہ ہے۔ اس کا اصل منشا صرف یہی ہے کہ اب تک ایک ہی خدا کی عبادت اور ایک رسول ﷺ کی اطاعت کی جاتی تھی؛ لیکن اس نام نہاد ترقی یافتہ دور کے تعلیم یافتہ آزروں کو ہر روز نیا خدا چاہیے جس کی وہ پوجا کیا کریں، اور ہر بار نیا رسول ہونا چاہیے جو ان کے لئے نظامِ ربوبیت کی قانون سازی کیا کرے۔''[9]

◉ ایک دوسرے پہلو سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انکارِ حدیث دراصل انکارِ قرآن ہے۔ ایک موقع پر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا:

''یہ تو میرے میاں (ﷺ) کا کمال تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ میرا کلام ہے، ورنہ ہم نے تو دونوں کو ایک ہی زبان سے صادر ہوتے ہوئے سنا تھا۔
جس طرح خدا اور رسول کے مابین عقیدے کے لحاظ سے تفریق نہیں ہوسکتی کہ ایک کو مانا جائے

---

⑧ فتنۂ انکارِ حدیث اور اس کا پس منظر از مولانا عاشق الٰہی بلندشہری: ص ۲۷، ۲۸

⑨ انکارِ حدیث کیوں؟ از مولانا یوسف لدھیانویؒ: ص ۵

اور دوسرے کو نہ مانا جائے، بعینہٖ کلام اللہ اور کلام الرسول میں سے ایک کا انکار دوسرے کے انکار کو لازم کردے گا: ﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾ ''پس اے نبیؐ! یہ لوگ آپ کے کلام کو نہیں ٹھکراتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں۔''

◉ مولانا محمد یوسف لدھیانوی 'فتنۂ انکار واصلاحِ حدیث' کے پس پردہ حقائق میں سے ایک عجیب نکتہ بیان فرماتے ہیں:

''اس فتنہ کے اُٹھانے والے ظالموں نے نہیں سوچا کہ وہ اس سوال کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کی ذات کو اعتماد یا عدمِ اعتماد کا فیصلہ طلب کرنے کے لیے اُمت کی عدالت میں لے آئیں گے۔ اُمت اگر یہ فیصلہ کردے گی کہ نبی کریم ﷺ کی بات (حدیث) قابل اعتماد ہے، تو اس کے مرتبہ کا سوال ہوگا اور اگر نالائق اُمتی یہ فیصلہ صادر کردیں کہ نبی کریم ﷺ کی کوئی بات (حدیث) آپ کے زمانہ والوں کے لیے لائق اعتماد ہو تو ہو؛ لیکن موجودہ دور کے تمدن اور ترقی پسند افراد کو نبی ﷺ کی کسی حدیث پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرنا ملائیت ہے تو نبی کریم ﷺ کے خلاف عدمِ اعتماد کا فیصلہ ہوجائے گا۔ (معاذ اللہ، استغفر اللہ)

اگر دل کے کسی گوشے میں ایمان کی کوئی رمق بھی موجود ہے تو کیا یہ سوال ہی موجب ندامت نہیں کہ نبی ﷺ کی بات لائق اعتماد ہے یا نہیں؟...... تُف ہے اس مہذب دنیا پر کہ جس ملک کی قومی اسمبلی میں صدرِ مملکت کی ذات کو تو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا لیکن اسی ملک میں چند ننگِ اُمت، آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس کو نہ صرف یہ کہ زیر بحث لاتے ہیں بلکہ زبان وقلم کی تمام تر طاقت اس پر صرف کرتے ہیں کہ اُمت رسول اللہ ﷺ کے خلاف عدمِ اعتماد کا ووٹ دے ڈالے۔ اگر ایمان اسی کا نام ہے تو مجھے کہنا ہوگا: ﴿بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ⑩

تاریخی پس منظر واسباب

ذاتِ اقدس ﷺ پر عدمِ اعتماد کی فکر اٹھارویں صدی عیسوی کے اوائل میں مغرب کے منصوبہ بند پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر ایک تجدد پسند طبقہ کی صورت میں ظاہر ہوئی جس نے حدیث سے متعلق شکوک وشبہات پیدا کر کے 'انکارِ حدیث' کے نظریے کو فروغ دیا۔ یہ وہ طبقہ تھا

---

⑩ 'انکارِ حدیث کیوں؟' از مولانا یوسف لدھیانوی: ص ۷

جس کی نظر میں زندگی کے ہر شعبے میں مغرب کی نظریاتی غلامی ہی ترقی کی اصل علامت ہے۔

مصر میں طٰہٰ حسین، توفیق صدقی، محمود ابوریہ اور ترکی میں ضیاء کوک الپ اس طبقہ کے سرکردہ رہنما قرار دیے جاسکتے ہیں، بعد میں جن لوگوں نے اس فتنہ کو ایک تحریک کی شکل دی اور اس سلسلہ میں شبہات کو تقویت دی، وہ ان ہی کے خوشہ چیں تھے۔ اگرچہ اس تحریک کے بعض ارکان نے صراحتہً حدیث کا انکار کرنے کی بجائے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جہاں کوئی حدیث اپنے مدعا یا عقل کے خلاف نظر آئی، اس کے بارے میں کہہ دیا کہ حدیث قابل استدلال نہیں، اس کی صحت کا انکار کردیا، خواہ اس کی سند کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو۔ برصغیر میں عبداللہ چکڑالوی اور اسلم جیراج پوری نے اس فتنہ کو ہوا دی، یہاں تک کہ غلام احمد پرویز نے اس کی باگ دوڑ سنبھالی اور اسے ایک منظم نظریہ کی صورت دی۔ جبکہ دورِ حاضر میں غامدی فکر، بعض معمولی تبدیلیوں اور خصوصی احتیاط کے ساتھ، اسی تحریک کا نظریاتی ترجمان ہے۔

رہا یہ سوال کہ آخر وہ کون سی مجبوریاں تھیں جن کے باعث ان افراد کو اجماعِ امت کے خلاف یہ راستہ اختیار کرنا پڑا۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی چار وجوہات بیان کرتے ہیں جن میں سے کوئی ایک وجہ ضرور محرک ہوا کرتی ہے:

اوّل: اسلامی سرمایہ کے حقائق سے عدمِ واقفیت اور اسلام کے اساسی مصادر سے مطالعہ نہ کرنا

دوم: مستشرقین کے نام نہاد سائنٹفک تحقیقی منہاج سے مرعوبیت

سوم: اتباعِ علما کے دائرہ سے نکل کر آزاد وروشن خیالی کے ذریعے شہرت ونمود کی خواہش

چہارم: فکری بے راہ روی [11]

رہے منکرین ونام نہاد مصلحینِ حدیث کے اعتراضات، تو یہ بحث ہمارے اس موضوع سے باہر ہے، اس کے لیے 'حجیتِ حدیث' کے عنوان سے مستقل کتب ملاحظہ ہوں۔ تاہم ہمارے لیے یہ بات اہم ہے کہ علم حدیث کے ارتقا کے ساتھ ساتھ اس پر اعتراضات اور شکوک وشبہات بھی بدلتے رہے۔ اوّلاً کلامی انداز میں حدیث اور اس کے مقام کو چیلنج کیا گیا، بعدازاں راویانِ حدیث کی شخصیت کو مشکوک ٹھہرایا گیا اور یہ دعویٰ کیا گیا کہ ذخیرۂ احادیث

[11] السنة ومكانتها في الشرع الإسلامي از ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی، ص ۴

آپ ﷺ کے تین سو سال بعد مرتب کیا گیا۔ اب جدید دور میں یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ

''حدیث، دورِ حاضر کے مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہوچکی ہے، چنانچہ ذخیرۂ حدیث میں سے ایسی روایات کا اِخراج یا پھر ان کی دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ تعبیر وتشریح کی جائے تاکہ مغرب کے سامنے اِسلام کی جامعیت مشکوک نہ ہوسکے۔ اس کے پیش نظر ذخیرۂ حدیث کی ازسرنو تدوین وقت کی اہم ضرورت ہے، کیونکہ زمانہ ماضی میں بعض سیاسی اور تمدنی ضرورتوں کے لیے روایات مندرج کردی گئی تھیں۔''

ترکی میں شروع ہونیوالا حالیہ منصوبہ اسی مقصد کی تکمیل کا خواب ہے۔اس کا ایک تعارفی جائزہ نذرِ قارئین ہے:

مبحث دوم: حدیث پروجیکٹ؛ پس منظر، تعارف، عزائم اور ممکنہ اثرات

فروری ۲۰۰۸ء کی بی بی سی رپورٹ کے مطابق ترکی کے 'مضبوط ترین' ادارہ برائے مذہبی اُمور نے حدیث میں بنیادی تبدیلیوں (Fundamental revision of the Hadith) کے لئے [۱۲] ترکی کی ۲۳ جامعات کے ۸۰ سکالرز پر مشتمل ایک ٹیم تشکیل دی ہے۔[۱۳] ترکی کی وزارتِ مذہبی اُمور 'دیانت' (Diyanet) کے ڈپٹی ڈائریکٹر پروفیسر مہمت گورمیز (Mehmet Gormez) اس 'منصوبہ برائے اصلاحِ حدیث' کے سربراہ ہیں۔ یاد رہے کہ مہمت گورمیز نے علم الکلام کی تعلیم عیسائی اساتذہ سے حاصل کی۔[۱۴] اس منصوبہ کے محرکات اور اسباب حسبِ ذیل بیان کیے گئے ہیں:

اسباب ومحرکات

❁ سوسائٹی پر حدیث کے منفی اثرات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کے اِزالہ کے لئے ذخیرۂ حدیث کا ازسرنو جائزہ لیا جائے:

The Turkish state has come to see the Hadith as having an often negative influence on a society, it is in a hurry

---

[۱۲] http://news.bbc.co.uk/2/hi/europe/7264903.stm

[۱۳] http://www.islamonline.net/servlet/

[۱۴] دی جرنل آف ترکش ویکلی۔ ۲۸ فروری ۲۰۰۸ء

to modernise and believes it responsible for obscuring the original values of Islam. ⑮

''ریاستِ ترکی نے مشاہدہ کیا ہے کہ حدیث، معاشرہ میں اکثر وبیشتر منفی تاثر کی حامل ہی ہے چنانچہ اس کو جدید خطوط پر اُستوار کرنے اور اسلام کی بنیادی اقدار کے تحفظ کو یقینی بنانے پر یقین رکھتی ہے۔''

❀ احادیث کی ایک غیر معمولی تعداد آپ ﷺ سے ثابت ہی نہیں، یا پھر ان کی تعبیرِ نو وقت کی اہم ضرورت ہے:

"A significant number of the sayings were never uttered by Muhammad and even some that were need now to be reinterprated". ⑯

''احادیث کی ایک غیر معمولی تعداد زبانِ نبویؐ سے صادر نہیں ہوئی یا پھر اب ان کی از سرِ نو تشریح کی ضرورت ہے۔''

اس ضمن میں پروجیکٹ کے سربراہ پروفیسر مہمت گورمیز نے عورت کے محرم کے ساتھ سفر کرنے کی شرعی پابندی کی مثال دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک معاشرتی حکم تھا جو آنجناب ﷺ نے خطۂ عرب میں عورت کی حفاظت کے پیش نظر صادر فرمایا تھا جبکہ آج کے دور میں چونکہ یہ علت موجود نہیں، لہٰذا اس حدیث کو ختم یا پھر اس کی نئی تشریح ہونی چاہیے۔ کیونکہ حالات کی تبدیلی کے باوجود یہ پابندی اب بھی نص میں موجود ہے جس کے خلاف کئی ایک علاقوں سے آوازیں بلند ہوئی ہیں۔ ⑰

❀ منطق اور دلیل جو کہ اسلام کی ہمیشہ سے پہچان رہی، کی دوبارہ دریافت ہونی چاہیے:

"...the spirit of logic and reason inherent in Islam at its foundation are being rediscovered". ⑱

❀ ''آج ہم حدیث کو کسی باضابطہ طریقہ کار اور منہج کے بغیر استعمال کر رہے ہیں جس نے اس (ذخیرۂ حدیث) کے اندر بہت سی مشکلات پیدا کردی ہیں...... مذہبی نصوص کو سمجھنے

---

⑮ http://news.bbc.co.uk/2/hi/europe/7264903.stm

⑯ ایضاً ⑰ ایضاً ⑱ ایضاً

کے لئے جدید دنیا میں رائج طریقہ ہائے تحقیق کو استعمال کرتے ہوئے ہم حدیث کو پہلے سے زیادہ قابل فہم، قابلِ عمل اور اَغلاط سے پاک بنانے کا عزم رکھتے ہیں۔''⑲

پروجیکٹ کے مقاصد

پروجیکٹ کے سربراہ پروفیسر گورمیز نے ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء کو جریدہ 'فنانشل ٹائمز' کے ایک انٹرویو میں کہا کہ اس پروجیکٹ کا مرکزی مقصد یہ ہے کہ ''حدیثِ نبوی کو آج کے لوگوں کے لئے ایک نئی تعبیر کے ذریعے پہلے سے زیادہ قابل فہم بنایا جاسکے۔''⑳ جبکہ موصوف نے نیٹ بلاگ 'روٹرز' کو ایک انٹرویو کے دوران اس منصوبہ کے حتمی مقاصد کا ذکر اِن الفاظ میں کیا:

"There are three aims: firstly, to isolate misunderstandings that stem from history, secondly to make clear how much is cultural, how much is traditinal and how much is religious, thirdly to help people today to understand them right".㉑

''ہمارے تین مقاصد ہیں: پہلا یہ کہ تاریخی مداخلت کی وجہ سے پیدا شدہ غلط فہمیوں کو روکنا، دوسرا: حدیث میں معاشرتی، روایتی اور مذہبی عناصر کو واضح کرنا اور تیسرا لوگوں کو حدیث کے صحیح فہم میں مدد دینا ہے۔''

منصوبہ برائے اصلاحِ حدیث کا منہج وطریقہ کار

مذکورہ منصوبہ کے سربراہ کے بقول اگرچہ یہ صرف نئی درجہ بندی (Re-classifying) اور بعض احادیث کی تعبیرنو (Re-interpretaion) تک محدود ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔㉒ تاہم اس منصوبہ کے منہجِ تحقیق کا ذکر کرتے ہوئے حکمراں پارٹی جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی (AK) کے ترجمان مصطفیٰ اکیول نے برطانوی روزنامہ 'گارڈین' کو ایک انٹرویو کے دوران کہا:

---

⑲http://blogs.reuters.com/faithworld/2008

⑳ دی جرنل آف ٹرکش ویکلی: ۲۸ر فروری ۲۰۰۸ء

㉑islamonline.net

㉒http://blogs.reuters.com/faithworld/2008

"The reviewer may DELETE some hadiths about women or declare them UNAUTHENTIC, that would be a bold step",[23]

''[اس پروجیکٹ کے] جائزہ لینے والے، خواتین سے متعلق کچھ احادیث کو 'ختم'، یا پھر اُنہیں 'غیر مستند' قرار دے سکتے ہیں، جو کہ ایک بہت جرأت مندانہ اِقدام ہوگا۔''

احادیث کی از سرِنو تدوین کے منہج کے بارے میں کہا گیا ہے کہ

"... the Ankara School of theologians working on the new Hadith have been using Western critical techniques and philosophy".[24]

''انقرہ سکول، مغربی طرقِ انتقاد اور فلسفہ کو استعمال کرتے ہوئے 'جدید حدیث' کے منصوبہ پر کام کررہا ہے۔''

'اصلاح شدہ ذخیرۂ حدیث' کی ضخامت سے متعلق یہ وضاحت کی گئی ہے کہ یہ پانچ یا چھ جلدوں پر محیط ہوسکتا ہے تاہم ابھی کچھ حتمی طور پر نہیں کہا جاسکتا۔[25] جبکہ اس 'اصلاح' کے بعد تیار شدہ 'حدیث ورژن' کو بیچنے کی بجائے مساجد میں مفت رکھا جائے گا تاکہ لوگ ان سے آسانی سے استفادہ کرسکیں۔[26]

'اصلاحِ حدیث' کے منصوبہ پر مغربی میڈیا نے بھی بجا طور پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ 'دی گارڈین' نے اپنی ۲۷ فروری کی اشاعت کی شہ سرخی "Turkey strives for 21st century form of Islam" کے عنوان سے سجائی۔[27] جبکہ BBC نے اسے "Turkey in radical revision of Islamic texts" کے جملہ سے رپورٹ کیا۔

قارئین کرام! 'منصوبہ برائے اصلاحِ حدیث' سے متعلق تعارفی معلومات کی بنا پر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ مصلحین کے بقول:

---

[23] Turkish Weekly, 28 Feb 2008

[24] BBC Report

[25] islamonline.net

[26] http://blogs.reuters.com/

[27] دی گارڈین۔ ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء

① حدیث نے (خدانخواستہ) سوسائٹی پر برے اثرات مرتب کیے ہیں۔
② بعض احادیث موجودہ تہذیب سے ہم آہنگ نہیں۔
③ عہد نبویؐ میں بعض فیصلے معاشرتی وجوہات کی بنا پر صادر کیے گئے، مذہب سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔
④ حدیث پر بعض تاریخی وسیاسی اثرات کی وجہ سے اسے سمجھنے میں مشکل درپیش ہے۔
⑤ ذخیرۂ حدیث کسی مرتب اور مربوط طریقہ کار سے خالی ہے۔

چنانچہ اس 'چارج شیٹ' کی بنیاد پر حدیث کی از سرنو تدوین اور تشریح وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اب آیئے اس 'تحریک برائے اصلاحِ حدیث' کے پس پردہ حقائق اور عزائم کا جائزہ لینے کے علاوہ یہ دیکھتے ہیں کہ بیان کردہ محرکات ومقاصد کس حد تک مبنی برحقیقت ہیں:

پس پردہ حقائق اور عزائم

ترکی کا مسئلہ یہ ہے کہ ریاستی طور پر یورپ کا جزو بننے کی خواہش نے اسے مغرب کا فکری غلام بنا کے رکھ دیا ہے۔ چنانچہ مغربی ثقافت سے ہم آہنگی اور اس کے فروغ کا ہر وہ جائز یا ناجائز اِقدام جس کا مطالبہ اعلانیہ یا غیر اعلانیہ طور پر اہل مغرب کی طرف سے ہو، ترکی کے سیکولر حکمران اس کی تکمیل کو اپنی فلاح اور یورپی یونین میں شمولیت جیسے ناممکنہ خواب کو پورا ہوتا خیال کرتے ہیں۔ مذہب اسلام کی تعبیر نو کے ضمن میں، دیگر غیر اسلامی اقدامات مثلاً حجاب، اذان ودیگر مذہبی شعائر پر پابندی کے علاوہ حال ہی میں ایک اور سیکولر اقدام بھی توجہ طلب ہے جس کے تحت ۴۵۰ خواتین کو تربیت دینے کے بعد بطور سینئر امام مختلف مراکز میں مقرر کیا گیا ہے جو 'ویز' (Vaizes) کہلاتی ہیں۔ جن کی تقرری کا مقصد یہ ہے کہ وہ ترکی کے دور دراز علاقوں کے لوگوں کو اسلام کی صحیح تشریح سے روشناس کرواسکیں:

"Turkey has given theological training to 450 women, and appointed them as senior imams called vaizes. They have been given the task of explaining the original spirit of Islam to remote communities in Turkey's vast interior".[۲۸]

---

(۲۸) BBC Report

جہاں تک حدیث کی ازسرنو تدوین کا تعلق ہے تو یہ معاملہ کچھ نیا نہیں بلکہ ریاست ترکی کے قیام کے بعد اس کی پہلی پارلیمنٹ نے ۱۹۲۳ء ہی میں حدیث کی ازسرنو تدوین وتشریح کا فیصلہ دیا تھا۔ حالیہ منصوبہ ترکی میں دوسری کوشش ہے۔ (۲۹)

ترکی کے سیکولر عناصر کی طرف سے اس طرح کے اقدامات کے پس پردہ 'اصلاحِ مذہب' کی وہ فکر کارفرما ہے جو یورپ سے درآمد شدہ ہے۔ جس نے ۱۶ اویں صدی عیسوی میں کلیسا کی اصلاح کے نام پر نہ صرف مذہب کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا بلکہ اس کی کلامی بنیادوں کو ہی سرے سے تبدیل کر دیا۔ ترکی میں جاری اصلاحِ مذہب کی حالیہ تحریک بھی انہی خطوط پر جاری ہے۔ ترکش ماہر فادی حاکورا (Fadi Hakura) نے بجا کہا ہے:

"This is kind of akin to the Christian Reformation. Not exactly the same, but... it's changing the theological foundations of the religion". (۳۰)

''یہ اصلاح عیسائیت سے ملتی جلتی قسم ہے، اگرچہ بعینہٖ ویسی نہیں تاہم یہ بھی مذہب کی کلامی بنیادوں کو تبدیل کر رہی ہے۔''

اس پس منظر سے یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ 'اصلاحِ حدیث' کی یہ نام نہاد تحریک کن عزائم کے چلمن پیچھے چھپی ہے۔ 'اصلاحِ حدیث' دراصل اُمتِ مسلمہ کے لئے باعثِ افتخار پہلے سے موجود ذخیرۂ حدیث، روایت وتحقیق کے معیار، محدثینِ کرام کی مساعی اور ان کے طے کردہ اُصول پر عدمِ اعتماد کا اعلانیہ اظہار ہے۔ روشن خیال اور مذہب بیزار طبقہ نے ہمیشہ دلکش عناوین کے ذریعے ہی مبادیاتِ اسلام پر حملہ کیا ہے اور یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

پروفیسر مہمت نے اس منصوبہ کے جواز کے لئے عورت کے محرم کے ساتھ سفر کی جو مثال بیان کی ہے کہ ''یہ ایک معاشرتی حکم تھا اور اس کا مذہبی پابندی سے کوئی تعلق نہیں اور اب معاشرتی تقاضا یہ ہے کہ عورت کو بغیر محرم کے اجازت دی جائے۔'' درحقیقت اس استشراقی فکر کی ترجمانی ہے جو رحمت للعالمین ﷺ کو پیغمبر کی بجائے صرف ایک مصلح (Reformer)

---

(۲۹) دی جرنل آف ترکش ویکلی۔ ۲۸ فروری ۲۰۰۸ء

(۳۰) news.bbc.co.uk/2/hi/europe/7264903.stm

کے طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ گورمیز کے الفاظ ہیں:

"But this isn't a religious ban. It came about becuase in the Prophet's time it simply wasn't safe for a woman to travel alone like that. But as time has passed, people have made permanent what was only supposed to be a temporary ban for safety reasons". (۳۱)

''تاہم یہ کوئی مذہبی پابندی نہ تھی۔ یہ حکم اس لیے دیا گیا کیونکہ عہد نبوی میں عورت کے لیے اکیلے سفر کرنا بالکل غیر محفوظ تھا۔ وقت کے گذرنے کے ساتھ لوگ اکیلے سفر کرنے کے عادی ہوگئے، چنانچہ اسے صرف عارضی پابندی ہی تصور کیا جائے گا۔''

جہاں تک محرم مرد کے ساتھ عورت کے سفر کا حکم ہے تو پروفیسر مہمٹ گورمیز کی بیان کردہ 'حفاظت درسفر' کی علت کم علمی پر مبنی ہے کیونکہ اس حکم کی علت یہ ہرگز نہیں بلکہ فتنہ اندیشہ کو اس کی علت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک لمحہ کے لئے گورمیز کی تراشیدہ علت 'حفاظت درسفر' کو بھی مان لیا جائے تو کیا گارنٹی ہے کہ آج کی عورت چودہ سو سال پہلے کی عورت سے زیادہ محفوظ ہے؟ اگر اس خودساختہ اُصول کو مان لیا جائے تو یہ ہر دینی حکم کے لئے معاشرتی تاویل کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہوگا کہ کل کو کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید کی چند آیات کسی معاشرتی پس منظر میں نازل ہوئی تھیں اور آج معاشرتی تبدیلی کے پیش نظر ان آیات کا اِخراج ضروری ہے......!

حدیث سے متعلق یہ منصوبہ صرف کہنے کی حد تک علم حدیث سے منسلک ہے ورنہ اگر بنظر عمیق جائزہ لیا جائے تو یہ دراصل اسلام کی بنیادوں تک کو ہلا دینے والا اِقدام ہے۔ اس کا اندازہ پروفیسر مہمٹ گورمیز کے اس جواب سے لگایئے جو اُنہوں نے اسلامی سزاؤں سے متعلق دیا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ حدیث میں مذکور سزاؤں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ ...... تو اُنہوں نے کہا:

"...you don't see such things in the hadith or the Koran. Punishment is not on our agenda. ... We have no aim to

(۳۱) ebid

put issues from history (such as punishments) to the agenda".[۲]

''آپ کو ایسی چیزیں حدیث یا قرآن میں کہیں نظر نہیں آئیں گی۔ سزاؤں جیسے 'تاریخی موضوعات' پر گفتگو کرنا ہماری ترجیحات میں شامل نہیں۔''

آپ اندازہ کیجئے کہ کس طرح قرآن وحدیث کی بیان کردہ سزاؤں کو بے بنیاد کہتے ہوئے ان کو مذہبی حکم ماننے کی بجائے 'معاشرتی موضوع' یا محض 'تاریخی واقعہ' قرار دیا گیا۔ یہی وہ مقصد ہے جو سیکولر عناصر کے پیش نظر ہے کہ اسلامی مبادیات اور ان کے مصادر (قرآن وحدیث) کو ہی اِصلاح کے نام پر تبدیل کردیا جائے تاکہ عیسائیت کی طرح دین اسلام کی بنیادیں بھی تاریخی دھندلکوں کا شکار ہوکر متبعین اسلام سے اوجھل ہوجائیں اور اپنی شناخت گم ہوجانے کی صورت میں دوسروں کے رحم وکرم پر زندگی گذارنے پر مجبور ہوں۔

آخر میں محققینِ علمِ حدیث اور علماء ودانشور حضرات سے گذارش ہے کہ وہ 'اصلاحِ حدیث پروجیکٹ' کی آڑ میں آپ ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ کی من چاہی تعبیر کے اس منصوبے کو نہ صرف بے نقاب کریں بلکہ علمی بنیادوں پر اس کا ردّ کریں۔ کیونکہ خدانخواستہ اگر ہم نے حسبِ سابق اس فتنہ پر بھی چپ سادھے رکھی تو پھر اسلامی علمی روایت پر حملوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوگا کہ اس کا سدِباب مشکل تر ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اساسیات اور علمی ورثہ کے تحفظ کا احساس نصیب فرمائیں۔ آمین!

---

blogs.reuters.com/faithworld[۲]